سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۸/۳ روپے)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔ اے } ایڈیٹر انچیف
۱۲ وارث روڈ۔ لاہور

پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹنٹ ایڈیٹر
میکلوڈ روڈ۔ لاہور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب } مینیجر
ایم۔ اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور

جملہ خط وکتابت وترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے تمام مضامین واشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کی ایک طرف تحریر کرکے بنام ایڈیٹر ارسال فرماکر ممنون فرمائیں +

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۳	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۸ اگست ۱۹۲۵ء	نمبر ۳۵

مرحوم ڈاکٹر جے سی۔ آر۔ یوئنگ آنجہانی

بنی نوع انسان میں پیدا ہونے کی خوشی اور موت کا غم والم ایک دستور العمل ہے۔ ہر روز کروڑوں انسان پیدا ہوتے اور کروڑوں مرتے ہیں۔ جن کے پیدا ہونے کی خوشی اور مرنے کا غم نہایت محدود گروہ میں جن کو عزیز واقارب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے محسوس ہوتا آیا ہے۔ مگر ڈاکٹر جے۔ سی۔ آر۔ یوئنگ اُن افراد شریف اور نیک ذات مشاہیر میں سے ایک ہیں جن کی وفات کا صدمہ عزیز واقارب کے محدود دائرہ سے باہر تمام پریسبٹیرین چرچ امریکہ کو اور امریکہ سے باہر تمام ملک ہند خصوصاً صوبہ پنجاب کو ہوگا جس کی تعلیم وتربیت میں جس کی فلاح وبہبودی میں جس کی مشنری خدمات میں آپ کی قیمتی زندگی کی تمام قیمتی طاقتیں خرچ ہوئیں۔ جس میں اے۔ پی مشن کے نظام کے ماتحت ہوکر آپ نے اپنی قابلیتوں سے پنجاب کے ہندو مسلم وعیسائی وغریب لوگوں کو بھرپور کیا۔ اہل پنجاب اپنے مسیحی شریف ونجیب معلم ڈاکٹر جے۔ سی۔ آر۔ یوئنگ کی وفات کی خبر پاکر ضرور ماتم کناں ہونگے ہمیں توی اُمید ہو کہ اہلِ پنجاب ۲۰ اگست ۱۹۲۵ء کے دکھانے والے صدمہ جو ڈاکٹر یوئنگ کی وفات سے خصوصاً اہلِ پنجاب کو پہنچا ہے۔ ہرگز فراموش نہ کریں گے....

ڈاکٹر جے۔ سی۔ آر۔ یوئنگ کا انتقال پُرملال ۲۰ اگست ۱۹۲۵ء کی شب کے ۱۲ بجے اچانک ہوا جس کی خبر بذریعہ تار فارین مشن بورڈ نیویارک کی طرف سے پادری ڈبلیو۔ جے۔ کلارک خزانچی امریکن پریسبٹیرین مشن لاہور کو پہنچی۔ اُنہوں نے ۲۳ اگست اتوار کے روز نولکھا چرچ میں عین دوران عبادت آپ کی وفات افسوسناک کا اعلان فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی اس بات کو بھی ظاہر کیا کہ ڈاکٹر ای۔ ڈی لوکس اور مسز لوکس بال بچوں سمیت ڈاکٹر یوئنگ کی وفات سے پیشتر اُن کے پاس سلامتی سے پہنچ گئے تھے۔ خیال کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر یوئنگ کی اچانک وفات کا سبب غیر معمولی گرمی تھا۔ جو ان دنوں امریکہ میں رونما تھی +

ہماری دلی دعا ہے کہ خداوند اپنے وفادار خادم کے تمام عزیز واقارب کو اپنے صبر اور اپنی تسلی سے معمور فرمائے۔ اپنے مرحوم خادم کی زندگی کے کام کو جو اُنہوں نے صوبہ پنجاب میں مختلف حیثیتوں سے کیا ترقی بخشے۔ آمین۔

ایڈیٹر

سیالکوٹ کے مسیحی بشارتی جلسے

گذشتہ سے پیوستہ

پھر رئیس المناظرین صاحب اُٹھے اور ارشاد فرمایا۔

پادری صاحب۔ آپ صرف میرے اعتراضات کا جواب دیں۔ آپ کا حق نہیں ہے کہ کوئی آیت قرآنی پیش کریں اور مجھ سے اُس کا جواب طلب کریں۔ یاد رکھئے میں بحیثیت سائل اور معترض کے ہوں۔ میرا کام صرف یہ ہے کہ اعتراضات کئے جاؤں۔ آپ کے سوالات کا جواب دینا میرا فرض نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مسیح نے کہا کہ مجھے نیک نہ کہو۔ اور میں بھی ضرور کہونگا۔ کیونکہ فی الواقعی اُس نے ایسا ہی کہا۔ اور بقول انجیل وہ گنہگار انسان تھا۔ اور وہ جو معصومیت کی آیات آپ نے پڑھی ہیں۔ اُنہیں کیوں نہ مسیح کی تواضع پر محمول کیا جائے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ مسیح کی کتنی حیثیات ہیں۔ اگر اُس کی دو حیثیتیں ہیں۔ یعنی خدا اور انسان تو بتائیے کہ جب مسیح صلیب پر چڑھایا گیا تو موت مسیح کی انسانیت پر آئی یا خدائیت پر۔ اور کیا خدا پر بھی موت آسکتی ہے اور جو مر جائے کیا وہ خدا ہوسکتا ہے۔ آپ مسیح کی زبان سے نجات کا لفظ تو نکلوا دیں اُس نے تو کہا نہیں کہ میں نجات دے سکتا ہوں اور آپ اپنی طرف سے کہتے ہیں کہ وہ منجی ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ مسیح کا یہ دعوے انجیل سے پیش کریں کہ میں نجات دیتا ہوں ورنہ سمجھا جائیگا کہ آپ نے خود یہ باتیں وضع کر لی ہیں۔ نیز نجات کی تعریف کریں کہ نجات ہے کیا بلا۔ وہ کیونکر حاصل ہوسکتی ہے۔ مسیح میں کیا ما بہ الامتیاز ہے۔

پادری صاحب نے اس کا جواب ان الفاظ میں دیا۔

جناب رئیس المناظرین۔ آپ نے غلط کہا کہ صرف سوال اور اعتراض کر کے میں سبکدوش ہوسکتا ہوں۔ یہ استفسارات نہیں بلکہ باقاعدہ مناظرہ ہے۔ میری دلائل کا توڑنا آپ کا فرض ہے۔ بلکہ جب تک آپ میرے مضمون کو نہ چھوئیں میری دلائل کا جواب نہ دیں۔ آپ اپنے فرض سے عہدہ برا نہیں ہوسکتے۔ اس لئے واجب ہے کہ آپ اب بھی راہ پر آجائیں اور میری پیش کردہ آیات قرآنی کا جواب دیکر ثابت کریں کہ اسلام میں نجات ہے۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ مسیح نے کب دعوے کیا کہ میں نجات دہندہ ہوں سو سُنئے جناب وہی کہہ رہا ہے کہ "اے تم جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہوئے ہو میرے پاس آؤ میں **تمہیں آرام دونگا**"۔ یہ ابدی آرام کیا ہے یہی تو نجات ہے۔ ہمیشہ کا آرام۔ بوجھ کا ہلکا ہونا۔ کلفت کی جگہ راحت۔ اور مسیح اسے اپنی ذات پر منحصر رکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں آرام دونگا"۔ اس میں نجات کی تعریف بھی آگئی جو آپ پوچھتے ہیں۔ اور یہی مسیح کا ما بہ الامتیاز ہے کہ وہ صرف نجات کا راستہ نہیں بتاتا بلکہ اُسے اپنی ذات پاک پر منحصر کرتا ہے۔ یہ سوال جو آپ نے کیا کہ مسیح کی انسانیت پر موت آئی یا خدائیت پر۔ اسے نجات کے مضمون سے کیا تعلق۔ حضرت اِدھر اُدھر نہ جائیے اور مطلب کی بات کیجئے۔ ورنہ سکوت بہتر ہے تا ثابت کیجئے کہ اسلام میں نجات ہے۔ بصورت دیگر اقرار کیجئے کہ اسلام میں نجات نہیں ملسکتی۔ ہاں مسیحی طریق نجات پر شوق سے اعتراض کیجئے لیکن بے تعلق باتوں سے کیا تعلق۔

اس کے بعد رئیس المناظرین صاحب جن کا دوسرا خطاب امام المتکلمین بھی ہے۔ اُٹھے اور یہی سوال کیا۔ کہ مسیح کا ما بہ الامتیاز کیا ہے۔ اور فرمایا کہ خود مسیح نے اپنی معصیت کا اقرار کیا جبکہ حواریوں نے اُسے نیک اُستاد کہا تو اُس نے جواب دیا کہ میں گنہگار ہوں بہتر ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے جس کی نسبت مسیح نے کہا کہ میں اُسکی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں (بعہ کی ساری تقریروں میں سوالات وجوابات سے مطلقاً بے نیاز ہو کر رئیس المناظرین صاحب نے حرف بحرف انہیں الفاظ کو دہرایا)

پادری صاحب نے اپنی آخری تقریر میں فرمایا کہ جناب رئیس المناظرین صاحب آپ نے رشیدیہ تو پڑھا ہی ہوگا۔ مناظرین کے لئے مساوی علم رکھنا لازمی ہے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ میں انجیل سناؤں اور آپ انجیل جانتے نہیں۔ علم ادب کی بات کروں اور آپ اس سے ناواقف۔ صرف ونحو کا کوئی قاعدہ پیش کروں تو آپ اس سے محض نابلد ہوں۔ فلسفہ دانی کہوں تو آپ سرمہ دانی سمجھیں اور قرآن کی آیات پڑھوں تو آپ اُنہیں چھوئیں نہیں بجز اس صورت میں کیونکر ہمارا مناظرہ ہوسکتا ہے۔ چونکہ مجھے آپ کے مقابلہ میں آنے کا ایک دو دفعہ اور شرف حاصل ہونا ہے۔ اس لئے نہایت ادب سے التماس کرتا ہوں کہ کم از کم انجیل کا مطالعہ کر کے آئیے اور ایسی ناواقفیت نہ ظاہر کیجئے جیسی آج ظاہر ہوئی ہے میری تقریر کا تو آپ نے کیا جواب دینا تھا کم از کم انجیل کے حوالجات تو ٹھیک دیئے ہوتے۔ عبارتیں تو صحیح پڑھی ہوتیں۔

اس پر مناظرہ ختم ہوا۔ لوگ رئیس المناظرین کی کارگذاریوں سے بہت مایوس تھے۔ اور خود آنجناب بھی منفعل سے معلوم ہوتے تھے۔ لیکن ہم نے اُن کی ہمت افزائی کے لئے یہ شعر پڑھ ہی دیا۔

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا گریگا جو گھٹنوں کے بل چلے

خواجہ

لاہور ۲۴ اگست۔ میکلوڈ روڈ متصل دفتر نورافشاں ایک کوٹھی تعمیر ہو رہی ہے دو منزلہ چھت سے تخمیناً ۱۱ بجے ایک معمار گرا سخت چوٹ آئی۔ ڈاکٹر کے پہنچانے پر شام کے ۷ بجے فوت ہوگیا۔

نور افشان

مطبوعہ ۲۸۔ اگست سنہ ۱۹۲۵ء

تحقیق الاسلام کی رام کہانی

رسالہ "مسیحی" بابت ماہ اگست ستمبر عنوان بالا کی ذیل میں تحقیق الاسلام کے تلف وضائع ہونے کی کیفیت معرض بیان میں بدیں غرض لایا ہے کہ وہ اپنے مزعومہ الزام کی مسیحی پبلک کے روبرو صفائی پیش کرے۔ آپ نے ہمارے نام سے خود اپنی ذات پر یہ الزام مسیحی پبلک کے روبرو پیش کیا ہے کہ ہم **کہتے ہیں کہ تحقیق الاسلام کو "مسیحی" کے ایڈیٹر انچیف نے اور مسیحی جماعت نے جلوایا ہے**"۔ اصلی واقعات کو بجائے خود چھوڑ کر ناظرین کرام کے آگے الزام مذکور کی صفائی انہیں کی زبانی بغیر کمی بیشی پیش کئے دیتے ہیں اور ملتمس ہیں کہ خدا پرست دنیا خاص کر سندھ اور پنجاب کے باخبر مسیحی اور مشنری صاحبان فرمائیں کہ رسالہ مسیحی کے معزز ایڈیٹر انچیف نے الزام مذکورہ کی صفائی کر دی ہے یا اُسے الزام ثابت کر دکھایا ہے؟ ہم فی الحال آپ کی راستگوئی یا غلط بیانی کی بابت کچھ نہیں لکھتے ہیں۔ صرف سمجھدار پبلک سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ حق اور سچائی کی خاطر ہمیں اپنا فیصلہ دیوے ہم اپنے ہر ایک ناظر سے متمنی ہیں کہ وہ اپنا فیصلہ مظلوم کے پاس بذریعہ خط کے ضرور تحریر فرمائیں ہم وعدہ کرتے ہیں کہ بغیر اشد ضرورت کے اُن فیصلوں کو ظاہر نہ کرینگے۔

مظلوم غلام مسیح۔ فی الحال
اسسٹنٹ ایڈیٹر نور افشان

ہمیں مجبور ہو کر بڑے افسوس کے ساتھ تحقیق الاسلام کے متعلق چند امور اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو شاید اب تک پبلک پر عیاں نہیں ہیں۔ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ وہ غلط فہمی جو اس بات کے بارے میں پھیلائی گئی ہے دور ہو جائے اور سچ کو سچ اور اصلی واقعات کا پتہ لگ جائے۔ عام طور پر یہ مشہور کیا گیا ہے کہ کے۔ ایل رلیا رام اور مسیحی جماعت نے تحقیق الاسلام کو جلوایا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پورا حال اپنے پیارے ناظرین کے گوش گذار کر دیں اور ان کے انصاف پر اس معاملے کو چھوڑ دیں۔

سب سے اول ماہ مارچ میں جن دنوں میں کانفرنس کے اجلاس ہو رہے تھے۔ ہمارے فخر قوم گورنر بہادر کی کونسل میں مسیحیوں کے نمائندے میرے عزیز دوست مسٹر میاداس صاحب فیروزپور نے شام کو آ کر خبر دی اور پادری غلام مسیح صاحب سے فرمایا۔ کہ کونسل میں آج آپ کی کتاب کی نسبت ایک صاحب نے سوال اُٹھایا ہے اور ڈر ہے کہ کہیں گورنمنٹ اس پر کوئی نوٹس نہ لے۔ ۔۔۔۔ اس کے دو تین روز بعد پھر شام کو وہ تشریف لائے اور کہا میں سرجان مینارڈ صاحب کی ملاقات کو گیا تھا۔ اُن کی زبانی معلوم ہوا کہ گورنمنٹ نے پادری صاحب پر مقدمہ چلانے کا حکم دے دیا ہے مسٹر میاداس نے بہت سفارش کی۔ مگر صاحب بہادر نے ایک نہ مانی۔ اور کہا اس کتاب سے ہمارا دل جل گیا ہے مسلمانوں کا دل کیوں نہ جلا ہوگا۔ بیچارے اپنا سا منہ لے کر چلے آئے۔ یہ نیک اور شریف مسیحیوں میں سے اپنے بھائیوں کی محبت اور اپنے خداوند کی غیرت کہاں جائے۔ سیدھے میرے مکان پر قدم رنجہ فرما ہوئے اور مجھے از سر نو کوشش کرنے کے لئے اُبھارا اور فرمایا کہ آؤ دونوں پادری صاحب کو اپنے ساتھ لیکر افسران بالادست کی خدمت میں چلتے ہیں اور ان کے لئے ایک دفعہ اور سر توڑ سینہ پھوڑ کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ اگلے روز ہم تینوں سرجان سے ملنے کو لاٹ صاحب کے دفتر گئے۔ بہت دیر انتظار کرنا پڑا۔ کیونکہ آپ حضور گورنر بہادر کے پاس گئے ہوئے تھے۔ اس کے بعد ہی اُنہیں دوپہر کا ناشتا کرنے جانا تھا۔ تھوڑی دیر بعد تشریف لائے اور ہمیں کھڑا دیکھ کر مسکرائے اور مجھ کو میرے نام سے پکار کر کچھ اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے کہنے لگے مجھے اُمید ہے کہ آپ اُس شخص غلام مسیح کی خاطر نہیں آئے ہیں۔ میں نے ہنس کر کہا کہ آیا تو اُنہی کی خاطر ہوں۔ یہ سُن کر وہ موٹر میں سوار ہو کر چلنے لگے۔ جاتے جاتے میں نے کہا۔ کوئی صورت راضی نامے یا صلح صفائی کی بھی ہے۔ بولے ہم تو حکم دے چکے ہیں۔ کچھ کرنا ہے تو آپ ڈپٹی کمشنر لاہور سے ملیں۔ یہ معاملہ اب ان کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ میں اکیلا سیدھا صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے مکان پر گیا۔ مسٹر میاداس کو کونسل کے اجلاس میں حاضر ہونا ضرور تھا۔ جب میں درِ دولت پہنچا تو معلوم ہوا آپ دورے پر ہیں۔ ایک دو روز میں آئینگے تیسرے روز میں پھر گیا اور اپنے ساتھ چند معزز اور ممتاز اشخاص کو بھی لیتا گیا۔ مثلاً مسٹر ایف۔ ڈی وارث۔ مسٹر آئی۔ جے انگلز میونسپل کمشنر اور مسٹر محمد اسمٰعیل صاحب۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے جو خط گورنمنٹ کی طرف سے آیا تھا دکھایا۔ جس میں لکھا تھا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اطلاع دی گئی ہے کہ مقدمہ چلائے۔ ساتھ ہی اس میں یہ بھی درج تھا کہ اگر پادری غلام مسیح معافی مانگے اور آئندہ ایسی کتاب نہ لکھنے کا وعدہ کرے تو ڈپٹی کمشنر کو اختیار ہو کہ اُسے معاف کر دیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر سے میری

ملاقات ہوئی ہیں حفظ ماتقدم کے طور پر پادری صاحب کی طرف سے ایک معافی نامہ گھر سے لکھوا کر لے گیا تھا۔ جسے مسٹر این۔ ایم ہوز صاحب وکیل نے تحریر اور میرے برادر مسٹر ایم۔ ایل رلیارام نے تصحیح کیا تھا۔ میں نے دست بستہ معافی نامہ پیش کیا۔ ڈپٹی کمشنر بہادر بولے مقدمہ ضرور چلیگا۔ اگر آپ چاہیں تو اس معافی نامے کو عدالت میں پیش کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا بجا فرمایا مگر اتنی عرض آپ سے اور ہے کہ اگر خدانخواستہ مقدمہ چلایا جائے تو پادری صاحب کے نام کوئی سمن یا وارنٹ نہ نکالا جائے۔ میں عدالت میں اُن کی حاضری کا ذاتی طور پر ذمہ وار بنتا ہوں۔ صاحب بہادر نے یہ درخواست منظور کی اور سپرنٹنڈنٹ صاحب کو حکم دیا کہ صرف رلیارام کو تاریخ مقدمہ کی اطلاع دی جائے۔ ان کو مہربان دیکھ کر میں نے عرض کی کہ حضور اگر معافی منظور فرما لینی ہے تو گورنمنٹ عالیہ کو مقدمہ چلانے کی تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہے۔ صاحب نے اُسی دم ٹیلیفون کے وسیلے حاکمان بالا سے باتیں کر کے فرمایا۔ بات تو بہت معقول ہے۔ مگر معافی نامے میں یہ یہ تبدیلی کر دو۔ میں نے تین دن کی مہلت مانگی وہ بھی منظور ہوئی۔ اسی اثنا میں یہ خبر لاہور میں مشہور ہو گئی۔ مسٹر ایف نجم الدین صاحب کی تحریک پر نولکھا مشن کمپاؤنڈ میں ایک میٹنگ ہوئی۔ جس میں قوم کے بارسوخ دیسی و انگریزی اصحاب مسٹر محمد اسمٰعیل۔ پروفیسر سراج الدین۔ پادری طالب الدین۔ مسٹر موسیٰ خاں۔ مسٹر میاداس پادری ٹھاکرداس۔ پادری گرس والڈ اور پادری کلارک وغیرہ صاحبان موجود تھے۔ پادری کلارک صاحب اس جلسے کے چیرمین مقرر ہوئے۔ اور تحقیق الاسلام اور اُس کے مقدمے کے بارے میں دو گھنٹے تک بحث ہوتی رہی کہ کیا کرنا چاہئے۔ بعضوں کی رائے تھی کہ معافی نہ مانگی جائے مقدمہ چلنے دو۔

جماعت کو چاہئے کہ یک دل ہو کر اس کام میں مدد دے۔ لیکن آخر کار کثرت رائے سے یہ قرار پایا کہ حالات اس بات کے مقتضی ہیں کہ فی الحال معافی مانگ لی جائے۔ پھر اُن واقعات کو جن سے مسلمان بھائیوں کی فی الحقیقت دل آزاری ہوتی ہے نکال کر دوبارہ اس کتاب کو چھپوا دیا جائے۔ رائے لینے سے پیشتر ہم نے تجویز کی کہ سب سے پہلے پادری غلام مسیح صاحب سے پوچھنا چاہئے کہ اُن کی کیا مرضی ہے اور وہ کیا محسوس کرتے ہیں۔ کیا اُن کی ضمیر گواہی دیتی ہے کہ انہیں معافی مانگنی چاہئے۔ اُنہوں نے فرمایا مقدمہ چلانے کی مجھے توفیق نہیں۔ چنانچہ اس میٹنگ کی رائے پر ہم نے دوسرے دن جا کر کتاب تحقیق الاسلام کے تمام نسخے ڈپٹی کمشنر کے حوالے کر دیئے اور دستاویز معافی پادری صاحب کو لا کر دے دی۔ غالباً کتابیں جلا دی گئیں اور ہم سمجھے کہ معاملے کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ پھر بھی ہم اس بات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہمیں پادری صاحب کے جذبات واحساس سے پوری پوری ہمدردی تھی اور ہے۔ اور اگر ان کو اس کتاب کے متعلق کوئی مالی نقصان اُٹھانا پڑا ہو تو ہماری رائے میں مسیحی جماعت کو اُن کی مدد کرنی چاہئے۔ ہم نے خاص طور پر اس امر کے متعلق تحریک بھی کی جس کے تحریری ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہماری یہ تجویز تکمیل کو نہ پہنچی۔ اس تمام کوشش کے صلے میں ہم نے پادری صاحب کا عجب انداز دیکھا۔ خواہ مخواہ ہم سے بگڑ بیٹھے۔ اور سلام تک کے بھی روادار نہیں رہے۔ ہم نے سوچا زخم تازہ ہے کچھ عرصے کے بعد معاملہ ٹھیک ہو جائیگا۔ مگر اُنہوں نے ہم پر کئی بار حملے کئے۔ مگر ہم اپنے خداوند کے نام کی خاطر سینہ سپر رہے۔ اب جناب ایڈیٹر انچیف نور افشاں کی نامناسب تحریر سے مجبور ہو کر ہم نہایت افسوس اور تامل کے ساتھ سچے حالات حوالۂ قلم کرتے ہیں۔ اور اپنے ناظرین سے

داد چاہتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ کسی کے بُرا کہنے سے کوئی بُرا نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی کچھ کہتا ہے وہ اُس کے اپنے دل کا عکس ہوتا ہے ؎

تو بھلا ہے تو بُرا ہو نہیں سکتا اے ذوق
کیوں بُرا کہنے سے تو تو بُرا مانتا ہے

المظہر۔ کے۔ ایل۔ رلیارام

مسیحی خدمت

مسیحی خدام نے مسیحی خدمت کے معنے عجیب و غریب سمجھ رکھے ہیں۔ بعض مسیحی خدام کے خیال میں مسیحی خدمت کے معنے انجیل کی روزانہ منادی کے سوا کچھ اور نہیں ہیں۔ اس بات میں شبہ نہیں کہ انجیل مقدس کی روزانہ منادی بھی مسیحی خدام کی خدمت کا ایک حصہ ہے پر صرف انجیل کی منادی ہی تمام مسیحی خدمت نہیں ہے۔

بعض مسیحی خدام کا خیال ہے کہ دعا کرنا مسیحی خدمت کرنا ہے۔ شخصی اور سفارشی دعاؤں میں مصروف رہنے کو اعلیٰ مسیحی خدمت خیال کرتے ہیں۔ بلا شک مسیحی خدمت کی بسم اللہ دعا ہے۔ دعا کے بغیر مسیحی خدمت کا انجام پانا محال ہے۔ دعا میں مسیحی خادم خدا سے مسیحی خدمت کرنے کی طاقت و قوت حاصل کرتا ہے پر صرف دعا مانگنا ہی مسیحی خدمت کرنا نہیں ہے۔

بعض مسیحی خدام کا خیال و عمل مسیحی خدمت کے معنے بعض مسیحیوں سے میل جول رکھنے۔ اُن سے مجلسی تعلقات قائم رکھنے پر محدود کرتے ہیں۔ اُن کے دکھ و سکھ میں شریک ہونا ہی مسیحی خدمت کی تکمیل خیال کرتے ہیں۔ بلا شک یہ تمام باتیں بھی مسیحی خدمت کا جزو ہیں مگر یہی تمام مسیحی خدمت نہیں ہیں۔

مسیحی خدمت کا دائرہ نہایت وسیع اور غیر محدود ہے



۔۔۔ مسیحی خدام کے مخدوم صرف وہی معدود چند مسیحی نہیں ہیں۔ جو کسی جگہ صرف انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ بلکہ مسیحی خدام کی خدمت کے دائرہ میں کسی شہر و قصبہ و گاؤں کی کل آبادی ہے۔ جہاں تک کسی مسیحی خادم کی رہایش و رسائی ہو سکتی ہے۔ مسیحی خادم اُس کل آبادی کی خدمت کا ذمہ وار ہے۔ اس نے بلا امتیاز ہندو مسلمانوں اور اچھوتوں کے ہر ایک سے حسب ضرورت و حسب موقع مسیحی بھلائی کرنا ہے۔ خاصکر اُن سے جو اہلِ ایمان ہیں

مسیحی خدمت و بھلائی ہرگز محدود نہیں۔ یسوع مسیح نے بھی اپنی خدمت و بھلائی کو صرف اپنے معتقدوں پر محدود نہیں کیا۔ وہ یہودیوں۔ سامریوں۔ کنعانیوں۔ یونانیوں۔ رومیوں سے بروقت ضرورت و موقعہ بھلائی کرتا رہا۔ اپنی خدمت کے فیوض و فوائد سے اُن کو نفع پہنچاتا رہا۔

مسیحی خدمت کو یسوع مسیح کے شاگرد بھی خصوصاً یسوع مسیح کے بعد ہر ایک مسیحی اور غیر مسیحی کے فائدے کے لئے خوشی اور محبت سے انجام دیتے رہے۔ خود انجیل مقدس شاہد ہے کہ مسیحی بھلائی یا مسیحی خدمت کو اُس نے غیر محدود رکھا ہے۔ اُس نے دشمنوں تک کو محبت کرنے کی ترغیب دی ہے۔ پس مسیحی خدمت و بھلائی ہرگز محدود و مقید نہیں ہے۔

ہم ہندوستانی مسیحیوں کے معلم یورپی مشنری صاحبان ہیں۔ انہوں نے جب ہندوستان میں مسیحی خدمت و بھلائی کا کام شروع کیا۔ اس وقت ہندوستان میں عیسائی موجود نہ تھے۔ وہ ہندوستان کے عیسائیوں کی خدمت و بھلائی کے لئے نہ آئے تھے۔ گو ہندوستان میں اُن کی مسیحی خدمات سے آج کے دن تک ۲۰ لاکھ عیسائی پیدا ہو گئے۔ پر اُن کی ابتدائی خدمات آجتک غیر عیسائیوں میں انجام پا رہی ہیں۔ اگرچہ وہ اہلِ ایمان کے بھی خادم ہیں۔ ایسے ہی ہمیں بھی ہموطنوں میں ہر ایک قوم و گروہ تک اپنی مسیحی خدمت و بھلائی کا دائرہ وسیع کر دینا چاہئے۔ اور اہلِ ایمان کی نگرانی بھی کرنا چاہئے۔

جب ہم نے مسیحی خدمت و بھلائی کے خادم بنکر اپنے ہموطنوں میں مسیحی خدمت کرنا ہے تب ہمیں اپنے ہموطنوں سے اجنبی بنکر یا اُن سے مقابلہ و مکابرہ کر کے خداوند کے کام کو بگاڑنا نہیں چاہئے۔ خادم مخدوم سے بڑا نہیں۔ مخدوم کی گستاخی اور دل آزاری کر کے مسیحی خدمت و بھلائی سے اُسکو نفع نہیں پہنچا سکتا۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ اپنے لئے خدمت کے میدان کو تنگ کرتا ہے۔ مسیحی خادم کو مسیحی خدمت و بھلائی کی اپنے طرزِ عمل سے بدنامی نہ کرنا چاہئے۔ پس اگر ہم مسیحی خدمت و بھلائی کی بابت مافوق باتوں کو یاد رکھکر اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کریں تو ہماری مسیحی خدمات سے اہلِ وطن کو ضرور نفع پہنچ سکتا ہے۔

پنجاب کی مسیحی جماعت کے تازہ زخم

نور افشاں کے گذرے نمبر میں ہم نے مرحوم و مغفور پادری رلا رام صاحب انجہانی پاسٹر جالندھر شہر کی وفات کا اعلان کیا تھا۔ جو پنجاب کی مسیحی جماعت کے لئے باعثِ ملال تھا۔ ہم سمجھے تھے کہ بات یہیں پر ختم ہو جائیگی۔ پر خدا کی پاک مرضی میں اس سے ہزار چند زیادہ صدمے اور آٹھ آٹھ آنسو رلانے والے زخم ہمیں اور لگنے ضروری تھے۔ افسوس کہ پنجاب کی چھوٹی سی مسیحی جماعت کی تعلیم و تربیت و تشکیل صدمات سے شروع ہو گئی جنکی خبر ہمیں پیشتر نہ تھی۔ یہ ہفتہ زیرِ نظر اپنی تشریف آوری کے ساتھ خبر ہائے دلشکن کو لایا ہے۔ جنکو پڑھکر ہزاروں کے دل رنج و ملال سے بھر جائینگے۔

ابھی ہم مرحوم و مغفور ڈاکٹر جے۔ سی۔ آر۔ ینگ انجہانی کی وفات حسرت آیات پر نالاں تھے جنکی وفات پر خصوصاً پنجاب کے ہندو مسلمان اور مسیحی ماتم کناں ہونگے۔ ہنوز ان کی بابت نوٹ لکھنا ختم نہ ہوا تھا کہ فوراً مولانا مولوی نصیر الدین صاحب کرنالوی کی وفات کی خبر ہمیں ملی جس نے ہمارے دل کو رنج و ملال سے بھر دیا۔ ہمارے خیال میں بزرگانِ مذکورہ بالا کی وفات پنجاب کی مسیحی جماعت کے لئے بھاری زخم ہیں۔ جنکی شفاء میں ایک عرصہ لگیگا۔

وفات حسرت آیات

نہایت ہی رنج و اندوہ اور بیحد غم و افسوس کے ساتھ معزز ناظرینِ نور افشاں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۱۹۔ اگست ۱۹۲۵ء بوقت ۱۰ بجے دن کے ہمارے مسیحی شاعرِ فصیح البیان عذب اللسان۔ بلبلِ گلستانِ سخندانی۔ عندلیبِ بوستانِ معانی۔ نیرِ برجِ سخنوری۔ اخترِ آسمانِ معنی پروری۔ مہرِ سپہرِ خوش بیانی۔ ماہِ فلکِ سخن فہمی۔ ظہور بخشِ انوارِ بلاغتِ سحبان۔ برگزیدۂ بارگاہِ سبحان۔ غواصِ بحرِ حقیقت۔ شناورِ دریائے معرفت۔ کوکبِ برجِ جلالت۔ گوہرِ دُرجِ نجابت۔ گلِ خوشبوئے گلستانِ تلطف و اشفاق۔ عندلیبِ خوشگوئے بوستانِ کرم و اخلاق۔ رشکِ فردوسی و خاقانی۔ غیرت دہِ انوری و عسجدی۔ مجمعِ حسنات منبعِ عنایات۔ وحید العصر فرید الدہر عالیجناب فیض انتساب مولینا مولوی **نصیر الدین صاحب نصیر کرنالوی** بعارضۂ ٹائفائڈ فیور (تپِ محرقہ) آناً فاناً اس دُنیائے گذشتنی و گذاشتنی سے رحلت فرما کر اپنے حقیقی

وطن آسمانی یروشلم میں مسکن گزین ہو گئے۔

مجھے سانحۂ ارتحال سے ایسا دلی رنج اور قلق ہے کہ جو حیطۂ تحریر میں نہیں آسکتا۔ آپ کی وفات سے یقیناً مسیحی شاعری کا آفتاب غروب ہو گیا۔ اب ایسا عالی دماغ نکتہ سنج شاعر کہاں پیدا ہو سکتا ہے۔

اب جناب باری تعالےٰ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ کی درگاہِ مقدس میں نہایت تضرع و ابتہال سے دعا ہے کہ وہ اپنے خاص فضل و کرم سے اُن کے پسماندگان قرابت دار ان اور شاگردوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

کمال درجہ کے رنج و افسوس کے ساتھ لکھنے والا۔

خاکسار حشمت از لودھیانہ

رباعیات

طفلی کہ بہ لہو و لعب بُد آساں رُست
از دستِ شباب آہ کہاں داماں رُست
پیری ست کہ دیر آمدہ الا منتؔ
تا مرگ من ایں رفیق ناتواں رُست

منتؔ

من شتر و ثواب ماہست مسیح
من تشنہ و آب ماہست مسیح
منتؔ بہ لِی خاک نسبت ایں ست بہ پاک
من ذرّہ و آفتاب ماہست مسیح

(۱۱)

مرگ است ہمیں کہ بُخت حرص و ہوٗ سے
ایں خام خیال آہ بستہ ہے
منتؔ ز حیات و موت بنمود مسیح
زندہ است کسے کہ مرد از بہر کسے

(۱۲)

دانم ہمہ بر ز ہمیں جہل است ہنوز
دشوار تر است آنکہ سہل است ہنوز
ایں معجزہ برائے ایں تُست منتؔ ہُش دار
ہفتاد گذشت و جہلِ جہل است ہنوز

منتؔ

غزل

حاصل کرم رب خلق میکنم امروز
تجیۂ ازل زادۂ حق میکنم امروز

لوحِ دلم از روح رحیق میکنم امروز
شفقات بے صفوِ رق میکنم امروز

چوں قامتِ موزونِ مسیح است بہ پیشم
تنظیم رہِ نظم ادق میکنم امروز

پائے طلبہ بادیہ پیمائی وحشت
سیاحیِ دشتِ لق و دق میکنم امروز

حیرت زدہ آئینہ ماہ است بہ بینید
رنگ رخ حساد چو فق میکنم امروز

پرسد چو معلمِ پس فردائے قیامت
از برہماں دیروزہ سبق میکنم امروز

منتؔ چو سزد ہم سریِ بلبلِ شیراز
صد فخر بہ تلمیذِ قلق میکنم امروز

ضرورت

۲/۱

ہم کو دو چھوٹے بچوں کی تربیت اور ابتدائی تعلیم کے لئے ایک مسیحی اُستانی کی ضرورت ہے جو قدرے انگریزی جانتی ہو ۔/۵۰ ماہوار تنخواہ کے علاوہ رہایش اور کھانا بھی ملیگا۔ درخواستیں معہ نقول اسناد ذیل کے پتہ پر آنا چاہئیں

المشتہر:۔ مسز براؤن لیڈی ڈاکٹر
مشن کمپونڈ فرُوزپور شہر

تمسکات پنجاب ۱۹۳۷ء

۱۔ پنجاب گورنمنٹ نے قرض کے لئے یہ کیوں اعلان شائع کیا ہے؟

تاکہ صوبہ پنجاب کی ترقی اس روپیہ سے ہو جو صوبہ پنجاب سے قرض لیا گیا ہے۔

۲۔ یہ قرض کیا ہے؟

پنجاب گورنمنٹ ایک کروڑ روپیہ قرض لیکر دریائے ستلج کے نشیب کے میدان پر اور اس میں نہریں جاری کرنے پر خرچ کرنا چاہتی ہے۔

۳۔ اس روپیہ کی ضمانت کیا ہے؟

پنجاب گورنمنٹ کی تمام آمدنی قرض کے لئے روپیہ کی ضمانت ہے۔

۴۔ سود کتنا ملیگا؟

۵ ۳/۴ فیصدی

۵۔ قرض کا روپیہ گورنمنٹ کی طرف سے قارض کو کب ملیگا؟

بارہ برس کے بعد۔ لیکن اگر قرض خواہ ستلج کے نشیبی میدان میں زمین خریدنا چاہے تو اُس کے قرض کا روپیہ زمین کی قیمت میں یا اُس کے کسی حصہ کی قیمت میں وصول کر لیا جائیگا۔

۶۔ اس قرض کا روپیہ دینے کے لئے کہاں درخواست کی جائے؟

روپیہ دینے کے لئے کسی خزانہ میں یا خزانہ ماتحت میں یا اس کی کسی شاخ میں یا امپیریل بینک پنجاب میں جاؤ۔

۷۔ کس طرح روپیہ دینے کی درخواست کیجائے؟

مذکورہ بالا جگہوں میں جاکر قرض دینے کا فارم مانگ لو۔ اُسے بھر کر یہ فارم اور روپیہ وہاں داخل کر



۸۔ سود کب سے ملنا شروع ہو جائیگا؟

اسی تاریخ سے جس تاریخ پر روپیہ قرض دیدیا تھا

۹۔ کس طرح قارض سود وصول کریگا؟

جس روز تم نے قرض کا روپیہ خزانہ میں داخل کردیا اسی روز ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک کا سود تم کو ملجائیگا۔ اس کے بعد ششماہی پر سود ملا کریگا۔ پنجاب میں ہر ایک خزانہ یا خزانہ ماتحت سے سود مل سکیگا جس سے آپ سود کے لئے درخواست کرینگے۔

۱۰۔ اس قرض کے لئے کب سے کب تک روپیہ دیا جاسکتا ہے؟

۲ استمبر ۱۹۲۵ء تک۔ جب ایک کروڑ روپیہ گورنمنٹ کو قرض میں ملگیا۔ اسی وقت قرض لینا بند کیا جائیگا

۱۱۔ میں گورنمنٹ کو کیوں قرض دوں؟

کیونکہ روپیہ کی اعلیٰ ضمانت ہے اور اعلےٰ سود ملتا ہے۔

کیونکہ مجھے یہ اختیار بھی ملتا ہے کہ جب چاہوں اسی وقت روپیہ کو زمین سے بدل سکتا ہوں۔ کیونکہ میں اپنے صوبہ کی ترقی کے لئے نیک شہری کے فرائض کو پورا کرتا ہوں۔

اُلمس آرمڈ ونگ۔ سکریٹری گورنمنٹ
فائنینس ڈیپارٹمنٹ

مرحوم ڈاکٹر دھرم داس آنجہانی

یہ خبر بھی نہایت رنج و قلق کے ساتھ سُنی جائیگی کہ ڈاکٹر دھرم داس صاحب ۲۰ اگست ۱۹۲۵ء کی رات کو کوٹھے پر سے گر کر انتقال فرماگئے۔ آپ کی وفات کا اعلان پادری پی سی اُپل صاحب نے نولکھا چرچ میں ۲۳ اگست صبح کی عبادت کے درمیان کیا۔ ڈاکٹر دھرم داس صاحب سہارنپور علم الٰہی کے مدرسہ میں تعلیم پانے کے بعد انجیل کی بشارت سنانے میں مصروف رہے۔ آپ نے لودھیانہ۔ لاہور میں مسیحی خدمت کی۔ اس کے بعد آپ وزیرآباد میں رہے۔ آخرکار سرگودھا میں قیام کیا اور وہیں وفات پائی۔ ہماری دعا ہے کہ خدا مرحوم کے عزیز و اقارب کو اپنی تسلی و تشفی سے معمور فرمائے۔

ایڈیٹر

بہشتی دروازہ دُنیا پر

ست ہر پاکپتن شریف میں عرصہ دراز گذرا ایک بزرگ بابا فرید شکر گنج نامی مدفون ہوئے۔ ان کا مزار بہت ہی خوبصورت بنا ہوا ہے۔ اس مزار کے دو دروازے ہیں۔ جن میں سے ایک کا رُخ مشرق کو ہے اور دوسرے کا بجانب دکن جسکو بہشتی دروازہ کہتے ہیں۔ یہ دروازہ سال میں ایک دفعہ جبکہ ایک بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے کھولا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ بہشتی دروازے کا قفل بوقت میلہ خود بخود کھُلتا ہے۔ لیکن آج تک چشم دید شہادت کہیں سے نہیں ملسکتی۔ بابا صاحب کے مزار کی زیارت کو ہر سال میلہ کے ایام میں ہزارہا کی تعداد میں لوگ آتے ہیں اور بہشتی دروازے سے گذرتے ہیں۔ اس خیال سے کہ بہشتی دروازے سے گذر کر بہشت کے حقدار و وارث بنجاویں۔ چنانچہ امسال مجھے بھی یہ میلہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ لوگ ہزارہا کی تعداد میں اور ہندوستان کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے تھے۔ بعض تو ایسے تھے کہ ہمارے ملک کی مروجہ زبانیں مثلاً اردو۔ پنجابی اور۔ انگریزی نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اخیر روم کو اس قدر ہجوم تھا کہ شہر کے بیچ کی حالت تو کجا رہی گول سڑک پر بھی تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ یہ سب کے سب بہشتی دروازے سے گذرنے کے اشتیاق میں دُور دراز کے سفر طے کرکے اور انواع و اقسام کی تکلیفات و مصائب جھیل کر آئے ہوئے تھے۔ خدا خدا کرکے ستائیس جولائی کو ۶ بجے شام کے قریب بہشتی دروازہ وا ہوا۔ پھر کیا تھا۔ ہر طرف سے فرید فرید کے نعرے آسمان کو جنبش دے رہے تھے۔ کوئی ایک دوسرے کا پرساں حال و شنوانہ تھا۔ پولیس بھی ڈنڈے پر ڈنڈا چلاتی تھی کہ لوگ صبر و تحمل کو کام میں لادیں۔ پھر بھی وہ ٹڈی دل کی طرح گرے پڑتے تھے اور مزار کی دید کی مار کو ثواب قرار دیتے تھے۔ غنیمت ہے کہ دو آدمی اس سال ہجوم میں دب کر (شہید) ہوئے اور پہلے دن چھبیس ہزار آدمی بہشتی دروازے سے گذرے اور دوسرے دن کا اندازہ بھی تیس ہزار سے کم نہ ہوگا۔ یعنی امسال کُل چھپن ہزار (۵۶۰۰۰) آدمی بہشتی دروازے سے گذرے۔ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے ملک میں کہاں تک لوگ بہشت کے طالب ہیں؟ تمام سال اپنے کاروبار میں کاٹتے۔ انکو بہشتی دروازہ سے گذرنے اور مزار شریف کی زیارت کا خیال تمام سال خوب تسلی دیتا رہتا ہے۔ ممکن ہے کہ مزار شریف کی زیارت کسی زائر کی تسلی کا موجب ہو پھر بھی اس میں کسی کے لئے بہشت میں داخل ہونے کی تسلی کا کوئی سبب نظر نہیں آیا۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ بابا فرید جیسے خدا پرست بزرگوں کی یاد کو تازہ رکھنا آپ کے معتقدوں کے لئے ایک حد تک مفید ثابت ہوسکتی ہے۔ ان کی زندگی کی پیروی سے جو خدا پرستی اور زہد و تقویٰ کی زندگی تھی لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ پر صرف آپ کے مزار کی زیارت سے بہشت کے وارث بنجانے کا خیال ایسا ہے جو شاید خود بابا فرید کے خیال میں بھی کبھی نہ آیا ہوگا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک جولاہی کا شوہر جو کہ بڑا نیک اور خوش خلق تھا فوت ہوگیا۔ پڑوسن

ماتم پُرسی کو آئی اور کہنے لگی کہ بی بی صبر کرو تمہارا شوہر توخدا پرست تھا وہ تو سیدھا بہشت میں جاویگا۔ جلاہی نے جواب دیا بڑی بی بی کیا کہتی ہو وہ کب بہشت میں ٹھہرنے والا ہے وہ تو بہشت سے بھی آگے نکل گیا ہوگا۔ سو یہی مثل یہاں بھی صادق آتی ہے۔ الہامی کتب تو انسان کا قیامت اور بہشت و دوزخ پر ہی قصہ ختم کرتی ہیں۔ لیکن یہاں تو بہشت سے بھی آگے چل نکلے ہیں۔ وہ حصول بہشت کے جملہ وسائل کی طرف سے بے فکر ہو کر صرف بابا فرید کے مزار کی زیارت کو ہی حصول بہشت کی ضمانت سمجھ بیٹھے ہیں بہشت کے طالبو! بہشت کا دروازہ تو فقط مسیح ہے۔ یوحنا ١٠: ٩ (دروازہ میں ہوں۔ اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائیگا اور اندر باہر آیا جایا کریگا اور چارہ پائیگا) وہی راہ حق اور زندگی ہے اور کوئی باپ کے پاس نہیں جا سکتا۔ اور نہ ہی بہشت کا وارث اور حقدار ہو سکتا ہے کیونکہ زمین پر کوئی دوسرا نام نہیں دیا گیا جس کے سبب سے نجات ہو سکتی ہے۔ سو آئیں وہ چوپایہ سے ہیں مفت میں آب حیات لیویں۔ آمین۔

برکت مسیح بھٹی۔

مُسلم دُنیا

مسلم دنیا میں جنگ کی آگ مشتعل ہے۔ مراکو میں جنگ جاری ہے۔ مدینہ منورہ پر ابن مسعود کی گولہ باری ہو رہی ہے۔ حضرت محمد کے مزار کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ بیشتر مکہ شریف کے حالات جو حاجیوں نے واپس آ کر بیان کئے ہیں۔ ان سے ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ مسلم دنیا کی مقدس یادگاروں کی بربادی واقعی مسلمانوں کو سخت پریشان کرنے والی بات ہے۔ بیلے ٹرکی نیں اسلام کی عجیب اصلاح ہوئی اب مکہ اور مدینہ میں اصلاح کا کام جاری ہے۔ مصلح سب مسلمان ہیں کسی کے کسی فعل پر کوئی الزام نہیں دے سکتا۔ اودھر موصل کا معاملہ ایک تشویشناک صورت اختیار کرتا جاتا ہے۔ ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد کی کوششیں ہیں مجلس طہران میں دست بدست لڑائی ہو چکی ہے۔

سہبھوج میں حصہ لینے پر بائیکاٹ

پچھلے دنوں فاضلکا میں ایک سہبھوج ہوا تھا جس میں چند ہندو بزرگوں نے شدھ ہوئے دہانیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اس جرم میں انہیں برادری کی طرف سے بائیکاٹ کر دیا گیا ہے۔ ان آٹھ اصحاب کے علاوہ ٢٧ دیگر اصحاب کو بھی بائیکاٹ کیا گیا۔ چونکہ انہوں نے لالہ ہری کرشن داس صدر آریہ سماج کے ہاں جو پہلے آٹھ اصحاب کی فہرست میں شامل ہیں کھانا تناول کیا پہلے آٹھ اصحاب کے نام حسب ذیل ہیں:-

(١) لالہ شام رائے ایم۔ اے ایڈیٹر آریہ گزٹ لاہور

(٢) لالہ منشی رام بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر

(٣) لالہ ہری کرشن داس میونسپل کمشنر و پریذیڈنٹ کانگرس کمیٹی و آریہ سماج۔

(٤) لالہ گوری شنکر سابق سکرٹری میونسپل ابوہر و مالک فاور ملز فاضلکا (٥) لالہ دُنی چند مینجر کارخانہ اُون۔ فاضلکا۔

(٦) حکیم جھانگی لال ویدیہ سکرٹری ہندو سبھا۔

(٧) اُودھو رام عرائض نویس فاضلکا۔

بائیکاٹ کے علاوہ ان پر حسب ذیل قیود لگائی جا رہی ہیں اور برادری اُنہیں تنگ کر رہی ہے۔

(١) مندروں کے کنوؤں پر چڑھنے سے اُنہیں روک دیا گیا ہے۔

(٢) پرائیوٹ کوؤں اور نلکوں پر سے پانی بھرنے کی روک کر دی گئی ہے۔

(٣) پرائیوٹ تنوروں پر انہیں روٹی پکانے کی اجازت نہیں۔

(٤) لڑکوں کے سکول تو بند ہیں۔ لڑکیوں کے سکول میں لڑکیوں کو دوسروں کی لڑکیوں سے چھونے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

(٥) سرکردہ بھنگیوں کو بلا کر ان کی پنچائت سے یہ فیصلہ کروا دیا گیا ہے۔ کہ ان بائیکاٹ شدہ گھر سے میلا نہ اُٹھایا جائے۔ اگر کوئی بھنگی اس فیصلہ کی خلاف ورزی کریگا تو اُسے پکیصد روپیہ ڈنڈ دینا پڑیگا۔ ١٨ اگست سے اس پر سختی سے عمل ہو رہا ہے

(٦) جو بائیکاٹ شدہ کسی اروڑے کی دوکان پر ملازم تھے۔ انہیں ان کے مالکان سے موقوفی کی دھمکی دلوا کر آئیندہ سہبھوج سے باز رہنے کے تحریری اقرار نامے حاصل کر لئے گئے۔

(٧) کرایہ کے مکانات و دکانات خالی کرنے کے نوٹس دیئے گئے ہیں۔

(بندے ماترم)

---

١٢ سالہ قرضے کے تمسکات کی شرائط

شملہ ٢٢ اگست۔ ٢٤ اگست کو گورنمنٹ پنجاب اس قرضہ کے متعلق شرائط کا اعلان کریگی۔ جو وادی ستلج کی نہروں کی نشو و نما کی غرض سے لیا جانا تجویز ہوا ہے۔ اس قرضہ کے لئے ١٢ سالہ تمسکات پنجاب قابل ادائیگی ١٩٣٧ء جاری کئے جائینگے ان پر ۵½ فیصدی سود دیا جائیگا جس پر انکم ٹیکس بھی لگ سکیگا۔ تقریباً ایک کروڑ روپیہ کے تمسکات جاری ہونگے۔ جس میں سے ٢٠ لاکھ کے تمسکات پنجاب

کی کواپریٹو کریڈٹ سوسائٹیز کے لئے مخصوص رہینگے۔ یہ سب مساوی قیمت پر دیئے جائینگے اور ۱۲ ستمبر سے ۱۵ اکتوبر کے درمیان خریدے جاسکینگے لیکن اگر اس سے پہلے ہی رقم مطلوبہ کے تمسکات فروخت ہونگے تو مزید فروخت بند کردیجائیگی۔ وادی ستلج کی نہروں سے سیراب ہونے والی اراضیات کے لئے مساوی قیمت کے معاوضے ۱۵ اکتوبر کے بعد پنجاب گورنمنٹ حاصل کریگی۔ اور یہ زمینیں بذریعہ عام نیلام خاص شرائط پر فروخت ہونگی

(۱۱)

عبدالکریم سے صلح کا وقت گذر چکا ہے

پیرس ۲۰ اگست۔ تونسل میں فرانس کو جو فتح حاصل ہوئی ہے اس سے اہم نتائج برآمد ہونے کی امید کی جارہی ہے۔ یہ خبر قبائل کے علاقہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ اور اس کا اثر عبدالکریم کے حق میں بہت برا پڑا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گرد و نواح کے قبیلے بہت حد تک تنزلزل ہو رہے ہیں۔

تنجیر کا ایک تار مظہر ہے کہ اب تک مراکش میں جو فرانسیسی و ہسپانوی افسر اس غرض سے رکھے ہوئے تھے کہ مبادا کسی وقت عبدالکریم صلح کے وقت گفت و شنید کرے۔ ہٹائے گئے ہیں جس سے یہ ظاہر ہے کہ صلح کے لئے جتنا وقت دیا گیا تھا وہ ختم ہوچکا ہے۔

لندن ۲۱ اگست تونسل میں فتح کو زیادہ تر ہوائی جہازوں سے منسوب کیا جارہا ہے۔ یہ عام طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ اب چونکہ فرانسیسی افواج کو اس علاقہ کے مخصوص طریقۂ جنگ کی واقفیت ہوگئی ہے۔ اس لئے وہ جہاں بھی حملہ کرینگی فتحیاب ہونگی۔ علاقہ نہایت دشوار گذار ہے۔ اور چڑھائی ایسی سخت ہے کہ خچر کا چلنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔

(۱۱)

خبریں

برلن میں ۵۰ مسلمان طالب علم ہیں اور ۳۰ ہندو۔ جن میں دو چار اپنا گذارہ کرسکتے ہیں باقی سب تکلیفیں اٹھاکر یہاں پہنچے ہیں۔ اور بڑی مشکل سے گذارہ کر رہے ہیں۔ صرف تین ہندوؤں کو وظیفے ملتے ہیں۔ لیکن کثیر تعداد مسلمان بھائی وظیفوں سے پڑھ رہے ہیں۔ پہلے یہاں ایک انڈین انفرمیشن بیورو تھا۔ وہ اب ٹوٹ چکا ہے۔ اسے آخر ہندو ہی چلاتے تھے اور وہ ہندو طالب علموں کی بھی امداد کرتے تھے۔ مگر اب یہ امداد بھی نہیں رہی۔ ایک طالب علم یہاں سے مارک کی قیمت گرنے پر امریکہ چلا گیا۔ لیکن پیسے نہ ہونے کے باعث عیسائی ہوگیا۔

کئی ہندو طلبا برلن میں تعلیم ختم کرنے سے پہلے ہی واپس ہوگئے ہیں۔

(۱۱)

میڈرڈ ۲۳ اگست۔ ہوائی جہازوں۔ اور جنگی جہازوں نے اطیوکس کے سامنے ساحل مراکش پر زبردست گولہ باری کی اور ریفیوں کے توپخانہ کو سخت نقصان پہنچا۔ ریفیوں نے بھی جنگی جہازوں سے گولہ باری کا جواب دیا۔

(۱۱)

لنڈن ۲۰ اگست ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ ہانگ کانگ رقمطراز ہے کہ ابھی تک بائیکاٹ کے خاتمہ کا کوئی امکان نہیں۔ اس سے ہانگ کانگ کو ۲ لاکھ پونڈ روزانہ کا نقصان ہو رہا ہے۔ غیر ملکی فرمیں اپنے سٹاف میں تخفیف کر رہی ہیں اور برطانوی گورنمنٹ کے کوئی کارروائی نہ کرنے کے خلاف سخت شکایت کی جارہی ہے۔ مزید پبلک جلسے کئے جارہے ہیں۔

(۱۱)

کلکتہ ۲۳ اگست۔ سی۔ آئی۔ ڈی پولیس نے کلکتہ کے شمالی اور جنوبی علاقہ میں متعدد قماربازی کے اڈوں پر دھاوا کیا اور قریباً دو سو اشخاص کو جن میں زیادہ تر مارواڑی مسلمان اور عیسائی کے متعدد اشخاص شامل تھے گرفتار کیا گیا۔ ملزمان کا باقاعدہ چالان کیا جائیگا۔

(۱۱)

خیال کیا جاتا ہے کہ حضور ملک معظم جارج پنجم ۱۹۲۶ء کے موسم سرما میں ہندوستان تشریف لائینگے۔ حکومت ہند نے ریلوے اور دیگر حکام کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ شاہی مہمان کے شایان شان انتظام کریں۔ یہاں اور لنڈن میں حضور ملک معظم کی تشریف آوری کی وجوہات کے متعلق سرکاری حلقوں میں بہت کچھ چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں

(۱۱)

دہلی۔ کل ۲۳ اگست اتوار کے دن آریہ سماج چاوڑی بازار کے ہفتہ واری جلسہ کے موقعہ پر ایک عیسائی دیوی کی شدھی ہوئی اور اسی دن شام کو سماج مندر میں لالہ سوداگر مل جی بھٹناگر کے ساتھ اُس دیوی کا بیاہ ہوگیا۔ بواہ سنسکار آریہ سماج چاوڑی بازار کے اپدیشک شری پنڈت رامچندر جی نے ودھی پوروک کرایا۔ براہ کے متعلق پنڈت جی کے اپدیش کا خاطر خواہ

پر بہت عمدہ اثر پڑا۔ بیاہ کے موقع پر سماج مندر میں استری پرشوں کی کافی تعداد موجود تھی خصوصاً کائستھ صاحبان خاص تعداد میں شریک تھے اس سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کائستھ بھائیوں میں بھی اب بہت کچھ بیداری آچکی ہے۔

(ر،ر)

قاہرہ ۲۳ اگست۔ سردار مصر کے قتل کے سلسلہ میں جب مجرموں کو پولیس ہیڈ کوارٹر کے نزدیک قید خانہ میں پھانسی دی گئی تو صرف افران اور نمائندگان اخبارات ہی موجود تھے۔

ایک خاموش دغمگین ہجوم دروازہ کے باہر کھڑا اس سیاہ جھنڈے کو دیکھ رہا تھا۔ جب کسی مجرم کو پھانسی پر چڑھایا جاتا تھا تو بلند کیا جاتا تھا۔ احتیاط کے طور پر پولیس نے ہجوم کو ایک جگہ جمع نہ ہونے دیا بلکہ چلتا پھرتا رکھا۔ عموماً مجرم پھانسی کے تختہ پر نہایت پرسکون طور پر گئے۔ مگر ایک قرآن کی آیات کی تلاوت کر رہا تھا اور دوسرے نے زاغلول زندہ باش کے نعرے لگائے۔ مگر ڈاکٹر شفیق منصور نے جدوجہد کی اور شور مچاتے ہوئے پھانسی کے پھندے کو اپنی گردن سے نکال دینے کی کوشش کی۔ مگر راغب حسین کو پھانسی کے تختہ پر جانے کے لئے امداد کی ضرورت پڑی۔ قریباً ۱۱½ بجے کام ختم ہوگیا اور ہجوم منتشر ہوگیا۔ لاشیں ان کے رشتہ داروں کے سپرد کر دی گئیں۔ ان کو قید خانہ سے پھانسی کی طرف لے جانے سے پہلے رشتہ داروں سے ملاقات کی اجازت دے دی گئی تھی۔

(ر،ر)

مارسیلز ۲۲ اگست۔ کمیونسٹوں سے جو ایک جلسہ کے بعد جلوس مرتب کر رہے تھے تصادم ہو جانے کی وجہ سے تیس پولیس والے زخمی ہوئے مجروح شدہ کمیونسٹوں میں ڈپٹی ایم۔ ڈورریٹ ایک مشہور لیڈر بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے جنگ مراکش کی سخت مخالفت کی تھی۔

پیرس ۲۴ اگست۔ کمیونسٹوں کے خلاف گورنمنٹ کا زبردست جہاد ابھی تک قائم ہے۔ کل دو برطانوی دو ہسپانوی اور پانچ بلگیرین کمیونسٹوں کو باہر نکال دیا گیا۔ ایکو ڈی پیرس رقمطراز ہے کہ ۲۱ اگست کو چار چینی کمیونسٹوں کے ایک جلسہ میں جو اشخاص گرفتار کئے گئے تھے۔ ان میں سوویٹ سفارتخانہ کا ایک افسر اور روسی تجارتی وفد کے ایک ممبر کا لڑکا بھی تھا اور روسی سفارت کے مداخلت کرنے سے دونوں کو رہا کر دیا گیا ہے

(ر،ر)

ہانکو ۲۳ اگست۔ برطانوی قونصل جنرل اور چینی کمشنر خارجہ میں مراعات کی محافظت کے متعلق چینی پولیس کے تعاون کی جو گفتگو ہو رہی تھی وہ یکایک منقطع ہوگئی۔ جب چینی کمشنر نے ان لوگوں کو دیئے جانے کے لئے جن پر جون میں گولی چلائی گئی تھی ۵۰ ہزار ڈالر کا مطالبہ کیا تو برطانوی قونصل جنرل نے مزید گفتگو ختم کر دی

(ر،ر)

الہ آباد ۲۲ اگست۔ بلرام (اودھ) سے ایک نامہ نگار بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے کہ وہاں دریائے راپتی اور دیگر دریاؤں میں پانی چڑھ جانے سے ۱۵۔ اور ۱۸ اگست کے درمیان طغیانی آگئی۔ فصلوں کا سخت نقصان ہوا ہے۔ اور کئی مکانات مسمار ہوگئے ہیں۔ امدادی کام جاری کیا گیا ہے۔

(ر،ر)



پادری عبدالحق صاحب فاتح قادیان

اور

نبوت مرزا

الفضل قادیاں کی اشاعت قریبہ میں سیالکوٹ میں جو احمدی اصحاب اور پادری عبدالحق صاحب میں مباحثہ ہوا تھا اس میں احمدی اصحاب کی فتح کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ مگر دوسرے جانب سے ذیل کی رپورٹ ہمیں موصول ہوئی ہے۔ جو صرف الفضل کی رپورٹ کے جواب میں شائع کی جاتی ہے۔ حقیقت سے خدا اور وہ بندگانِ خدا اور ہمارا نامہ نگار ہی واقف ہے۔

ایڈیٹر

پچھلے دنوں جناب پادری سلطان محمد پال صاحب عالم متبحر اور جناب پادری عبدالحق صاحب فاتح قادیان کا ورود شریف سیالکوٹ میں ہوا۔ جلسوں کی کیفیتوں کے متعلق تو برادرم عزیز خواجہ غلام احمد صاحب مصنف **موازنہ انجیل وقرآن** متعدد اشاعتوں میں حوالہ نور افشاں کرتے رہینگے۔ لیکن اشاعت امروزہ میں بندہ کو چند مزے کی باتیں لکھنی متصور ہیں۔ نبوت مرزا پر مناظرہ کے وقت مدعی بھائی مولوی غلام احمد صاحب قادیانی مولوی فاضل تھے۔ آپ نے بحیثیت مدعی نبوت ہو کے اول چالیس منٹ نبوت کے معیار ہی قائم کئے۔ بعدہ ان کو مرزا صاحب پر اور حضرت محمد صاحب پر چسپاں کر کے دکھایا۔ آپ کی درمیانہ چال بڑے مزے کی تھی۔ آپ جو معیار بائبل سے نبی کے لئے انتخاب کرتے وہ پہلے رسول عربی پر چسپاں کرتے۔ پھر مرزا صاحب پر بھی لگا دیتے۔ حکمت اس میں یہ رکھی تھی کہ مسلمان برخلاف نہ ہو جاویں آپ کے سارے معیار بائبل مقدس سے تھے اور بائبل کی تعلیم تو ماہران آبیات کا حصہ ہے۔ بھلا ایک غیر مسیحی کو اس میں کہاں تک رسائی حاصل ہوسکتی ہے۔ اس لئے جو معیار آپ نے قائم کئے وہ سر بسر مضحکہ خیز تھے۔ مثلاً آپ نے فرمایا کہ بائبل میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا اور چونکہ مرزا صاحب قتل نہ ہوئے تھے۔ اس واسطے وہ سچے نبی ہیں۔ ۲- پھر یہ بھی لکھا ہے کہ جو سچا نبی ہے اُس کی ہڈی نہ توڑی جاویگی اور چونکہ مرزا صاحب کی ہڈی نہ توڑی گئی اس واسطے وہ سچے نبی ہیں۔ غرض اسی طرح کے کئی ایک اور پوچ در پوچ معیار قائم کر کے ... مرزا صاحب کو نبی ثابت کرتے رہے۔ آخر میں آپ نے ایک دھمکی دی کہ پادری صاحب میرے ہاتھ دیکھے ہوئے ہیں۔ اگر کچھ اِدھر اُدھر کی کی تو بھیکڑی کھیل کر دونگا۔ میں مولوی فاضل ہوں۔ پنجاب یونیورسٹی کا ڈگری یافتہ ہوں۔ اور کسی آگے کے دور میں مولوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ چونکہ مسیحی ہم کو مرزائی کہتے ہیں۔ اس واسطے ہم ان کو تُرکھان کہہ کے مخاطب کرینگے۔ بطور تعارف ناظرین کرام کو یہ بتانا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ یہی نوجوان قادیانی اس سے ایک روز پہلے کے مناظرہ میں پادری سلطان محمد پال صاحب کے مقابلہ میں یہ کہہ چکا تھا کہ ایسی بائبل پر "تف" ہے اور اس ناتجربہ کار نوجوان قادیانی کے اس لفظ "تف" کہنے پر مسیحیوں اور مسلمانوں میں سخت ناراضگی پھیل گئی تھی۔ اور سارے مسلم اور مسیحی رنج اور غیرت کے مارے جلسے سے اُٹھ کر چلے گئے تھے۔

اب پادری صاحب کی باری آئی آپ شیر حق کی طرح اُٹھتے ہی گرج کر فرمانے لگے۔

مولوی صاحب! کل آپ نے پادری سلطان محمد پال صاحب کی شرافت سے ناجائز فائدہ اُٹھایا وہ یو۔پی کے بزرگ فاضلوں کے ساتھ مناظرہ کے خوگر ادب وحیا کے پتلے عالم متبحر ہیں۔ لیکن افسوس کل آپ نے اُن کے ساتھ اوچھاپن دکھایا۔ بائبل مقدس پر "تف" کہا ہے۔ زبان درازی اور بد دہانی سے کام لیا ہے اور آج پھر وہی دھمکی دی ہے۔ لیکن آپکے دل میں حسرت رہ نہ جاوے۔ جو کچھ گالی گلوچ پوچ آپ اُگلا چاہیں اُگل ڈالیں۔ پر سانپ کے سامنے چراغ جلنا محال ہے۔ آپ کی دھمکیاں محض بے اثر ہیں ذرا سنبھل جاؤ۔ عبدالحق کے مقابلہ میں ہو۔ آپ نے جو معیار نبوت قائم کیا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا اور چونکہ مرزا صاحب قتل نہ ہوئے اس واسطے وہ سچے نبی ہیں۔ بھلا کہئے شہید کربلا امام حسین صاحب قتل ہوئے یا نہ؟ اگر یہی معیار نبوت کوئی معقول اور قابل قیاس معیار ہے تو آپ کے معیار کے بموجب حضرت امام حسین جملہ اہل اسلام کے عقائد ومسلمات کے برخلاف نبی نہ ہوئے آپ نے نئے نبی بنانے کے دھن میں پچھلوں پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا ہے۔ پادری صاحب کا جواب دینا ہی تھا کہ چاروں طرف سے مولوی صاحب پر نفرین اور ناحق کی زبانیں کھل گئیں۔ اور دوسرے معیار کے متعلق پادری صاحب نے فرمایا کہ آپ کہتے ہیں کہ جس کی ہڈی توڑی جاویگی۔ وہ سچا نبی ہے اور چونکہ مرزا صاحب کی ہڈی نہ توڑی گئی۔ سو وہ برحق نبی ہے۔ تو بتاؤ اگر یہی معیار قابل اعتبار ہے تو جنگ بدر میں حضرت محمد صاحب کا دانت ٹوٹا تھا یا نہیں۔ اور چونکہ اُن کا دانت جنگ بدر میں شہید ہوا تھا۔ اور دانت ہڈی ہے۔ اس واسطے امت کے اسلام کے عقائد اور امید کے برخلاف آپ کے مقررہ معیار کے بموجب آنحضرت محمد صاحب نبی نہ رہے۔ اور مرزا صاحب نبی ہو گئے۔ افسوس آج آپ نے مرزا صاحب کی نبوت کے ثبوت میں مذہب اسلام کے گل پڑھ ڈالے۔ اور محمد صاحب کو نبی کے درجے سے گرا دیا ہے۔ جب اس طرح پر مولوی صاحب

کے مقررہ معیار کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ تو مسلمان قادیانی مولوی صاحب پر دانت پیسنے لگے اور تف و تکذیب سے خاطرداری کرنے لگے اور پادری صاحب کو تحسین و تعریف سے یاد کرنے لگے۔ اس کے بعد بھنگڑ دی بھیل کر دونگا کے جواب میں فرمایا کہ اول تو یہ ایک پنجابی زبان کا تہذیب سے گرا ہوا محاورہ ہے جو مولوی صاحب نے پادری صاحب کے لئے استعمال کیا۔ جو کسی گندہ ذہن گنوار کی زبان کا حصہ ہے کبھی عالم کی زیب زبان نہیں ہو سکتا۔ اور میدان مناظرہ میں تو بھلا اس کا کیا تعلق۔ نا معلوم مولوی صاحب کو اس میں فتح قادیان کا کیا راز نظر آیا تھا جو یوں گویا ہوئے۔ پھر پادری صاحب نے کہا خیر میری بھنگڑ دی بھیل ہوئی تو آپ کی قبض کشائی اور معدہ کی صفائی کے کام آئیگی۔ نکتہ سنج اصحاب ادھر اُدھر یہ کہتے سُنے جاتے تھے۔ کہ آج مولوی صاحب کی قبض کشائی اور معدہ صفائی کے ساتھ الہام صفائی بھی ہو جائیگی یعنی مولوی صاحب کا پیٹ الہامات مرزا اور نبوت مرزا صاحب سے صاف ہو جاویگا۔ پھر پادری صاحب فرمانے لگے کہ بھائی خدا تیرا بھلا کرے۔ ہم کو ترکھان کہتے ہو۔ ہم ترکھان بننے سے متنفر تو نہیں ہیں ہم ترکھان بن کر قادیانی مرزائیت کو رکھنے کے لئے صندوق تیار کرینگے اور آج بفضل خدا جنازہ پڑھا کر ہی جاوینگے۔

ناظرین یہ مناظرہ کچھ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا تھا شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے کسی جماعت کو مذہبی مناظرہ میں اس طرح زک اُٹھاتے ہوئے آجتک نہیں دیکھا۔ تمام مسلمان پادری صاحب پر فدا تھے۔ مرحبا جزاک اللہ کا شور مچا رہے تھے چونکہ اس موقع پر آسمان پر کچھ ابر چھایا ہوا تھا بوندا باندی کی نوبت . . . بھی پہنچ گئی تھی۔ لیکن مسلمان خود چھتری لیکر پادری صاحب کی خدمت میں کھڑے تھے۔ یہاں تک کہ لاہوری پارٹی کے احمدی بھی اٹھ اٹھ کر پادری صاحب کے آس پاس جمع ہو گئے۔ اور پادری صاحب کی تائید و تصدیق کرنے لگے۔ لوگوں کی دلچسپی خصوصاً مسلمانوں کی دلچسپی کا عجیب عالم تھا اور حق کے سامنے جب مرزائیوں کے پاؤں کپکپا رہے تھے۔ بیچارے روندے اور رگیدے جا رہے تھے۔ تو مسلمان دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ بلکہ بآواز کہہ رہے تھے کہ پادری صاحب آج مرزائیوں کو قادیان پہنچا کر ہی چھوڑنا۔ کوئی خاص ہی بات تھی۔ جو سیالکوٹ کے مسلمانوں نے اُس دن خاص دلچسپی دکھائی پادری صاحب کی بات بات پر داد و مرحبا مرحبا حبذا حبذا کا غل مچ اُٹھتا تھا اور اُدھر احمدی بھائی مناظر کے دانت بج رہے تھے ہونٹ خشک ہو رہے تھے۔ منہ پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ ننگ و ناموس پر آنسو بہا رہا تھا شامت اعمال پر نادم تھا۔ شوئے قسمت کو کوس رہا تھا چندر سازنے سچ مچ صندوق فولادی تیار کر کے دجالیت کو دفن کر دیا۔ سیالکوٹ کے مسیحی اور مسلمان پادری صاحب کے از حد شکر گذار ہیں۔ سُنا ہے کہ قادیان سے باوجود اس روند رگڑے کے فتح کا مضمون الفضل میں لکھا ہے۔ اچھا دعا ہے کہ خدا قادیان کو ایسی ہی فتح نصیب کیا کرے۔ آخر میں اہل ملت اور پادری صاحب سے یہ درخواست ہے کہ چاہیے کہ کوئی ایسا انتظام ہو جہاں قابل مسیحی نوجوان پادری صاحب سے تحصیل علم کر سکیں اور چاروں طرف دجالیت کے لئے فولادی صندوق تیار کرنے والے زیادہ پیدا ہو جائیں؛

احقر:۔ رفیق تنکانوی

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے سرگرم کوشش کیجئے۔

یونگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات کے لئے ۸؍ ماہوار فی طالب علم۔ کتابوں و سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے بموجب نئے انتظام کے چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جرکشا ۱عہ سے مالہ تک کردہ کو زل ۸عہ سے ۱۰عہ تک فروخت پرنسپل صاحب ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق ہوا دار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوشنما تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر:۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول
بٹالہ ضلع گورداسپور

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے مینجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر کے چھپا